

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی النَّبِیِّ الْكَرِیْمِ وَعَلٰی آلِهِ وَاصْحَابِهِ اَجْمَعِیْنَ۔

## ماہِ رَمَضَانَ قُرْآنِ کَرِیْمِ كِی رُوشَنی مِیْن

اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام کی سورۃ البقرہ (آیت ۱۸۳ سے ۱۸۷ تک) میں رمضان اور روزے کے متعلق احکام بیان کئے ہیں۔ جسکی تفسیر مفسر قرآن حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے اپنی تفسیر (معارف القرآن) میں کی ہے، جسکا خلاصہ کلام آپ حضرات کے سامنے پیش ہے۔

یہ تفسیر ۸ جلدوں پر مشتمل ہے، جو اس Link پر پڑھی جاسکتی ہے۔ <http://www.maarifulquran.net/>

اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیک اعمال کی توفیق عطا فرمائے، خاص کر اس مبارک ماہ کی قدر کرنے والا بنائے۔

### خِلاصَةُ تَفْسِیْرِ (آیْتِ نَمْبَرِ ۱۸۳ اُورِ ۱۸۴) :

اے ایمان والو! تم پر روزہ فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلی امتوں پر فرض کیا گیا تھا، اس توقع پر کہ تم روزہ کی بدولت رفتہ رفتہ متقی بن جاؤ۔ کیونکہ روزہ رکھنے سے عادت پڑے گی نفس کو اس کے متعدد تقاضوں سے روکنے کی، اور اسی عادت کی پختگی تقویٰ کی بنیاد ہے۔ سو تھوڑے دنوں روزہ رکھ لیا کرو، اور تھوڑے دنوں سے مراد ماہ رمضان ہے جیسا کہ اگلی آیت میں آتا ہے۔ پھر اس میں اتنی آسانی ہے کہ جو شخص تم میں ایسا بیمار ہو جس کو روزہ رکھنا مشکل یا مضر ہو یا شرعی سفر میں ہو تو اس کو رمضان میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے، لیکن رمضان کے بعد چھوٹے ہوئے روزے رکھنا اس پر واجب ہے۔ دوسری آسانی جو بعد میں منسوخ ہوگئی وہ یہ ہے کہ جو لوگ روزے کی طاقت رکھتے ہوں اور پھر روزہ رکھنے کو دل نہ چاہے تو ان کے ذمہ صرف روزے کا فدیہ ہے یعنی وہ ایک غریب کو کھانا کھلا دیں یا دیدیں، اور جو شخص خوشی سے زیادہ فدیہ دیدے تو یہ اس شخص کے لئے بہتر ہے۔ اور گو ہم نے آسانی کے لئے ان حالتوں میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت دیدی ہے، لیکن تمہارا روزہ رکھنا اس حالت میں بھی زیادہ بہتر ہے اگر تم روزے کی فضیلت سے باخبر ہو۔

### صُومِ (رُوزِہ) :

صوم کے لفظی معنی امساک یعنی رکنے اور بچنے کے ہیں، اور اصطلاح شرع میں کھانے پینے اور عورت سے مباشرت کرنے سے رکنے اور باز رہنے کا نام صوم ہے، بشرطیکہ وہ طلوع صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک مسلسل رُکا رہے، اور نیت روزہ کی بھی ہو، اس لئے اگر غروب آفتاب سے ایک دو منٹ پہلے بھی کچھ کھاپی لیا تو روزہ نہیں ہوا۔ نیت اصل میں دل کے ارادہ کا نام ہے زبان سے کہنا شرط نہیں، بلکہ بہتر ہے۔

### پِچھلی اَمْتوں مِیْن رُوزِہ کا حَکَم :

روزے کی فرضیت کا حکم مسلمانوں کو ایک خاص مثال سے دیا گیا ہے، حکم کے ساتھ یہ بھی ذکر فرمایا کہ روزے کی فرضیت صرف تمہارے ساتھ خاص نہیں بلکہ پچھلی امتوں پر بھی روزے فرض کئے گئے تھے۔ اس سے روزے کی خاص اہمیت بھی معلوم ہوئی، اور مسلمانوں کی دلجوئی کا بھی

انتظام کیا گیا کہ روزہ اگرچہ مشقت کی چیز ہے، مگر یہ مشقت تم سے پہلے بھی سب لوگ اٹھاتے آئے ہیں۔  
**لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ** میں اشارہ ہے کہ تقویٰ کی قوت حاصل کرنے میں روزہ کو بڑا دخل ہے کیونکہ روزہ سے اپنی خواہشات کو قابو میں رکھنے کا ایک ملکہ پیدا ہوتا ہے، وہی تقویٰ کی بنیاد ہے۔

### مریض کا روزہ:

مریض کے لئے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا** لیکن مریض سے مراد وہ مریض ہے جس کو روزہ رکھنے سے ناقابل برداشت تکلیف ہوئے، یا مرض بڑھ جانے کا قوی اندیشہ ہو، بعد کی آیت **وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ** میں اسی طرف اشارہ موجود ہے۔ جمہور فقہائے امت کا یہی مسلک ہے۔

### مسافر کا روزہ:

مسافر کے لئے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ**۔ یہاں لفظ مسافر کے بجائے **عَلَىٰ سَفَرٍ** کا لفظ اختیار فرما کر کئی اہم مسائل کی طرف اشارہ فرما دیا۔ مطلقاً لغوی سفر یعنی اپنے گھر اور وطن سے باہر نکل جانا روزہ میں رخصت سفر کے لئے کافی نہیں، بلکہ سفر کچھ طویل ہونا چاہئے، مگر یہ تحدید کہ سفر کتنا طویل ہو، قرآن کریم کے الفاظ میں مذکور نہیں، نبی اکرم ﷺ کے بیان اور صحابہ کرام کے تعامل سے فقہاء نے اس کی مقدار تقریباً ۷۲ کیلومیٹر متعین کی ہے۔ اسی طرح جو شخص کسی ایک مقام پر پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کی نیت کرے تو وہ بھی منزل مقصود پر پہنچنے کے بعد رخصت سفر کا مستحق نہیں ہے۔

### روزہ کی قضا:

مریض و مسافر کو اپنے فوت شدہ روزوں کی تعداد کے مطابق دوسرے دنوں میں روزے رکھنا واجب ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **فِعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ**۔ البتہ اس آیت میں کوئی قید نہیں کہ ترتیب وار رکھے یا غیر مسلسل رکھے، بلکہ عام اختیار ہے کہ ترتیب وار یا متفرق جیسا چاہے فوت شدہ روزوں کی قضا کر لے۔

### روزہ کا فدیہ:

اس آیت کے بظاہر معنی وہی ہیں جو خلاصہ تفسیر میں لکھے گئے کہ جو لوگ مریض یا مسافر کی طرح روزہ رکھنے سے مجبور نہیں بلکہ روزے کی طاقت تو رکھتے ہیں مگر کسی وجہ سے دل نہیں چاہتا تو ان کے لئے یہ گنجائش ہے کہ وہ روزوں کے بجائے صدقہ ادا کر دیں۔ یہ حکم شروع اسلام میں تھا، جب لوگوں کو روزے کا نادی بنا مقصود تھا، اس کے بعد جو آیت آنے والی ہے، اس سے یہ حکم عام لوگوں کے حق میں منسوخ ہو گیا، صرف ایسے لوگوں کے حق میں باقی رہا جو بہت بوڑھے ہوں یا ایسے بیمار ہوں کہ اب صحت کی امید ہی نہیں رہی۔  
**فدیہ کی مقدار:** ایک روزہ کا فدیہ نصف صاع گیہوں (تقریباً دو کیلو) یا اس کی قیمت کسی غریب مسکین کو دینا ہے۔

## رمضان اور قرآن کریم :

قرآن کریم کو رمضان المبارک سے خاص تعلق اور گہری خصوصیت حاصل ہے۔ چنانچہ رمضان المبارک میں اس کا نازل ہونا، حضور اکرم ﷺ کا رمضان شریف میں تلاوت قرآن کا شغل نسبتاً زیادہ رکھنا، حضرت جبرئیل علیہ السلام کا رمضان شریف میں نبی اکرم ﷺ کو قرآن کریم کا دور کرنا، تراویح میں ختم قرآن کا مسنون ہونا، صحابہ کرام اور بزرگان دین کا رمضان میں تلاوت کا خاص اہتمام کرنا، یہ سب امور اس خصوصیت کو بتلاتے ہیں۔ لہذا اس ماہ میں کثرت سے تلاوت قرآن میں مشغول رہنا چاہئے۔

تلاوت قرآن پاک کے ساتھ قرآن کریم کو علماء کرام کی صحبت میں رہ کر سمجھ کر پڑھنے کی کوشش کرنی چاہئے خواہ روزانہ ایک ہی آیت کیوں نہ ہو، تاکہ اللہ تعالیٰ کے احکام سے واقفیت کے بعد اس پر عمل کرنا اور اس کو دوسروں تک پہنچانا ہمارے لئے آسان ہو۔

## رمضان اور تراویح:

☆ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص رمضان (کی راتوں) میں ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے (عبادت کے لئے) کھڑا ہو، اس کے پچھلے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

**نوٹ:** تراویح کی تعداد رکعات میں علماء کرام کا اختلاف ہے۔ ۲۰ یا ۸ رکعات۔ البتہ یہ بات بھی تسلیم کرتے ہیں کہ حرمین (مسجد حرام اور مسجد نبوی) میں حضرت عمر فاروقؓ کے زمانے سے آج تک یعنی ۱۴۰۰ سال سے ۲۰ رکعت تراویح سے کم نہیں پڑھی گئیں، جیسا کہ مدینہ منورہ کے سابق قاضی اور مسجد نبوی کے مدرس شیخ عطیہ محمد سالمؒ نے اپنی کتاب ﴿النسراویح اکثر من الف عام فی المسجد النبوی﴾ میں تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے۔۔۔ نیز قرآن و حدیث کی روشنی میں امت مسلمہ متفق ہے کہ رمضان کی راتوں میں زیادہ سے زیادہ عبادت کرنی چاہئے، لہذا ۲۰ رکعت ہی کا اہتمام کریں تو زیادہ بہتر ہے۔

## سحری:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خود حق تعالیٰ شانہ اور اس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر رحمت نازل فرماتے ہیں۔ (طبرانی، صحیح ابن حبان)

متعدد احادیث میں رات کے آخری وقت میں سحری کھانے کی فضیلت وارد ہوئی ہے۔ ایک دو لقمے کھانے سے بھی سحری کی فضیلت حاصل ہو جائے گی، ان شاء اللہ۔

## افطار کے لئے کھجور یا پانی بہتر ہے :

☆ حضرت سلمان بن عامرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو وہ کھجور سے روزہ افطار کرے، کیونکہ آسمیں برکت ہے۔ اگر کھجور نہ پائے تو پھر پانی ہی سے افطار کرے، اس لئے کہ پانی نہایت پاکیزہ چیز ہے۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

اپنی وحی اور آسمانی کتابیں نازل کرنے کے لئے منتخب کر رکھا ہے، چنانچہ قرآن بھی اسی ماہ میں نازل ہوا۔  
**فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ:** جو شخص ماہ رمضان میں حاضر یعنی موجود ہو اس پر لازم ہے کہ پورے مہینے کے روزے رکھے۔  
 روزہ کے بجائے فدیہ دینے کا نام اختیار جو اس سے پہلی آیت میں مذکور ہے اس جملے نے منسوخ کر کے روزہ ہی رکھنا لازم کر دیا ہے۔  
**مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ:** اس میں مریض اور مسافر کو رخصت دی گئی ہے کہ وہ اُس وقت روزہ نہ رکھے،  
 تندرستی ہونے اور سفر کے ختم ہونے پر اتنے دنوں کی قضا کر لے، یہ حکم اگرچہ پچھلی آیت میں بھی آچکا تھا، مگر جب اس آیت میں روزہ کے  
 بجائے فدیہ دینے کا اختیار منسوخ کیا گیا ہے تو یہ شبہ ہو سکتا تھا کہ شاید مریض اور مسافر کی رخصت بھی منسوخ ہو گئی ہو اس لئے دوبارہ اس کا  
 اعادہ کیا گیا۔

### خلاصہ تفسیر (آیت نمبر ۱۸۶):

پچھلی تین آیتوں میں روزہ اور رمضان کے احکام اور فضائل کا ذکر تھا، اور اس کے بعد بھی ایک طویل آیت میں روزہ اور اعتکاف کے احکام کی  
 تفصیل ہے، درمیان کی اس مختصر آیت میں بندوں کے حال پر اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت، ان کی دعائیں سننے اور قبول کرنے کا ذکر فرمایا  
 اطاعت احکام کی ترغیب دی گئی ہے، کیونکہ روزہ کی عبادت میں رخصتوں اور سہولتوں کے باوجود کسی قدر مشقت ہے، اس کو اہل کرنے کے لئے  
 اپنی مخصوص عنایت کا ذکر فرمایا کہ میں اپنے بندوں سے قریب ہی ہوں جب بھی وہ دعا مانگتے ہیں میں ان کی دعائیں قبول کرتا ہوں، اور ان کی  
 حاجات کو پورا کرتا ہوں۔ حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ روزہ کا بدلہ میں خود ہوں۔  
 روزہ کی حالت میں خاص کر افطار کے وقت کی دعائیں قبول کی جاتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: روزہ افطار کرنے کے وقت روزہ دار کی  
 دعا مقبول ہے۔ اسی لئے حضرت عبداللہ بن عمرؓ افطار کے وقت سب گھروالوں کو جمع کر کے دعا کیا کرتے تھے۔

### خلاصہ تفسیر (آیت نمبر ۱۸۷):

اس آیت میں روزہ کے بقیہ احکام کی کچھ تفسیر مذکور ہے، تم لوگوں کے واسطے روزہ کی شب میں اپنی بیویوں سے مشغول ہونا صحبت کرنا حلال کر دیا  
 گیا ہے اور پہلے جو اس سے ممانعت تھی وہ موقوف کی گئی کیونکہ بوجہ قرب و اتصال کے وہ تمہارے لئے اوڑھنے پچھونے کے ہیں اور تم ان کے  
 لئے اوڑھنے پچھونے کے ہو۔ اللہ تعالیٰ کو اس کی خبر تھی کہ تم اس حکم الہی میں خیانت کر کے گناہ میں اپنے کو مبتلا کر رہے تھے، مگر خیر جب تم  
 معذرت سے پیش آئے تو اللہ تعالیٰ نے تم پر عنایت فرمائی اور تم سے گناہ کو دھویا، سو جب اجازت ہو گئی تو اب ان سے یعنی اپنی بیوی سے  
 ملو ملاؤ۔ اور جو تمہارے لئے اللہ نے لکھ دیا ہے اس کو طلب کرو۔ اور جس طرح شبِ صیام میں بیوی سے ہم بستری کی اجازت ہے اسی طرح  
 یہ بھی اجازت ہے کہ صبح صادق ہونے تک تمام رات میں جب چاہو کھاؤ پیو۔

اور ان بیویوں کے بدن سے اپنا بدن بھی شہوت کے ساتھ مت ملنے دو جس زمانے میں کہ تم لوگ اعتکاف والے ہو، جو کہ مسجدوں میں ہوا کرتا  
 ہے۔ یہ سب احکام مذکورہ خداوندی ضابطے ہیں، سو ان ضابطوں سے نکلنا تو کیسا نکلنے کے نزدیک بھی مت ہونا اور جس طرح اللہ تعالیٰ نے یہ

احکام بیان کئے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے اور احکام بھی لوگوں کی اصلاح کے واسطے بیان فرمایا کرتے ہیں، اس امید پر کہ وہ لوگ احکام سے مطلع ہو کر ان احکام کی خلاف ورزی سے پرہیز رکھیں۔

ابتداء میں جب رمضان کے روزے فرض کئے گئے تو افطار کے بعد کھانے پینے اور بیویوں کے ساتھ اختلاط کی صرف اُس وقت تک اجازت تھی جب تک سو نہ جائے، سو جانے کے بعد یہ سب چیزیں حرام ہو جاتی تھیں۔ بعد میں یہ آیت نازل ہوئی جس میں پہلا حکم منسوخ کر کے غروب آفتاب کے بعد سے طلوع صبح صادق تک پوری رات میں کھانے پینے اور مباشرت کی اجازت دیدی گئی۔

### اعتکاف اور اس کے مسائل:

اعتکاف کے لغوی معنی کسی جگہ ٹھہرنے کے ہیں، اور اصطلاح قرآن و سنت میں خاص شرائط کے ساتھ مسجد میں ٹھہرنے اور قیام کرنے کا نام اعتکاف ہے۔ رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے۔ آخری عشرہ کے اعتکاف کے لئے بیس رمضان کو سورج ڈوبنے سے پہلے مسجد میں داخل ہونا ضروری ہے۔ حالت اعتکاف میں رات کو کھانے پینے کا تو وہی حکم ہے جو سب کے لئے ہے، مگر بیوی کے ساتھ مباشرت وغیرہ کرنا جائز نہیں ہے۔ اعتکاف میں مسجد سے نکلنا بغیر حاجت طبعی یا شرعی کے جائز نہیں ہے۔

### سحری کھانے کا آخری وقت:

احادیث میں رات کے آخری وقت میں سحری کھانے کی فضیلت وارد ہوئی ہے، لیکن جیسا کہ اس آیت میں ذکر ہوا کہ روزہ میں کھانے پینے اور مباشرت کی جو ممانعت ہے، یہ اللہ کی حدود ہیں، اور ان کے قریب بھی مت جاؤ، کیونکہ قریب جانے سے حد شکنی کا احتمال ہے، اسی لئے روزہ کی حالت میں کلی کرنے میں مبالغہ کرنا مکروہ ہے، جس سے پانی اندر جانے کا خطرہ ہے۔ بیوی سے بوس و کنار مکروہ ہے، اسی طرح سحری کھانے میں احتیاط سے کام لیں، اور سحری کا وقت ختم ہونے سے ایک دو منٹ قبل سحری کھانے سے فارغ ہو جائیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیک اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ کی اس عظیم خدمت کو قبول فرمائے۔

محمد نجیب قاسمی سنبھلی، ریاض (najeedbqasmi@yahoo.com)